روزنامہ الفضل قادیان — ۲۸ ماہ رجب ۱۳۶۰ھ

پٹھانکوٹ کے مذبح کے خلاف ہندوؤں کا افسوسناک طریق عمل

ہندو ذہنیت نہایت ہی عجیب ہے۔ دُوسروں کو مجبور کرنا کہ وُہ ہندو تمدن کو اگر اختیار نہیں کرتے۔ تو کم سے کم اتنی پابندی ضرور کریں۔ کہ ہندوؤں کی مرضی کے بغیر اپنے جائز حقوق سے بھی مستفید نہ ہوں۔ نیز اپنے عقیدہ و خیال کے مطابق خاص اور اہم ضرورت کے وقت بھی خورد و نوش کا انتظام نہ کریں۔ جب تک وُہ اس کی اجازت نہ دیں۔ یہ ہندو ذہنیت کا خاصہ ہے۔ اور جب انگریزی حکومت میں ان کی یہ حالت ہے۔ اور اس قدر تحکم و استبداد کے خوگر ہیں۔ تو اپنے زمانہ حکومت میں جو کچھ کرتے ہونگے۔ اور غیر ہندوؤں کے ساتھ ان کا سلوک جس قدر مستبدانہ اور جبر کا ہوگا۔ اس کا اندازہ نہایت آسانی سے ہو سکتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اگر ہندوستان پر ان کا تسلط ہو جائے۔ تو پھر وُہ کیا کچھ نہ کریں گے۔

اس بے نسبی یہ ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

ہندوؤں کے زمانہ اقتدار میں شودروں پر ان کے مظالم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی صداقت پر شک کرنے والا اگر اس زمانہ کے ہندوؤں کی اس خصوصیت کا مطالعہ کرے۔ تو اس کے تمام شکوک دُور ہو سکتے۔ اور تمام شبہات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

اس ذہنیت کی ایک تازہ مثال آج کل ہمارے سامنے ہے۔ حکومت فوجی ضروریات کے لئے پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور کے نواح میں سڑک سے ایک میل دُور ایک بالکل غیر آباد مقام پر مذبح قائم کر رہی ہے۔ مگر ہندوؤں نے اس کے خلاف شور قیامت بپا کر رکھا ہے۔ جلسے ہو رہے ہیں جلوس نکل رہے ہیں حکومت کو ریزولیوشنز بھجوائے جا رہے ہیں ہندو لیڈر ذمہ دار افسروں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں۔ ہندو اخبارات مضمون پر مضمون لکھ رہے ہیں۔ اور بھی کئی طریق پروٹسٹ کے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ جنم اشٹمی کی تقریب پر پٹھان کوٹ میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ مندروں میں بلیک آؤٹ کیا گیا۔ اور ہزاروں کی تعداد میں ننگے سر ہندوؤں نے جلوس نکالا۔ حکام متعلقہ ہندوؤں سے کئی بار کہہ چکے ہیں۔ کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا یہاں کوئی سوال نہیں۔ یہ مذبح محض فوجی ضرورت کے پیش نظر قائم کیا جا رہا ہے لیکن ہندو اس مجبوری کو کوئی وقعت نہیں دے رہے اور مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ فوجی ضروریات پر ان کے مذہبی جذبات کو ترجیح دی جائے اگر اس سے قبل پنجاب اور ہندوستان کے کسی مقام پر کوئی ایسا مذبح نہ ہوتا جس میں گائیں اور بیل ذبح کئے جاتے۔ اور اب پہلی دفعہ پٹھان کوٹ کے قریب بنایا جاتا۔ تو خواہ فوجی ضروریات کے پیش نظر ہی اس کی تعمیر ہوتی ضروری تھا۔ کہ ہندوؤں کے مذہبی جذبات کا خیال رکھا جاتا۔ لیکن جب عام حالات میں ہزارہا مقامات پر روزانہ لاکھوں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اور اس طرح ہندوؤں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے رہتے ہیں۔ تو اب ایک اور مذبح کے بننے سے انہیں ٹھیس کیونکر لگ سکتی ہے۔ اور وہ بھی ایسی صورت میں جبکہ مذبح فوجی ضروریات سے مجبور ہو کر بنایا جا رہا ہے۔ اور فوجی ضروریات وُہ ہیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

پس ان حالات میں ہندوؤں کے مطالبہ میں کچھ بھی وزن اور معقولیت نظر نہیں آتی اگر کچھ وزن ہوتا۔ تو ہم بحیثیت مذہبی جماعت اس کی ضرور تائید کرتے۔ اب تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ چونکہ پہلے ہندو اس قسم کے مطالبہ میں ایک آدھ دفعہ کامیاب ہو چکے ہیں اس لئے اب فوجی مشکلات کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے اس کے منوانے پر زور دے رہے ہیں۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ گورنمنٹ لاہور کے قریب ایک غیر آباد مقام پر مذبح بنا رہی تھی۔ لاکھوں روپیہ اس کی تعمیر اور مشینری پر صرف ہو چکا تھا کہ حکومت نے ہندو ایجی ٹیشن کے سامنے جھک کر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اگر اس وقت ثابت قدمی سے کام لیا جاتا۔ تو آج نہ کسی اور جگہ مذبح بنانے کی ضرورت پیش آتی۔ اور نہ ہندو از سر نو شورش بپا کر سکتے۔ اگرچہ یہ درست ہے۔ کہ اب اس وقت کی نسبت حالات بہت مختلف اور پیچیدہ ہیں۔ اب نہ تو حکومت آسانی کے ساتھ قدم پیچھے اٹھا سکتی ہے۔ اور نہ موجودہ حالات اسے اس کی اجازت دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آج کل بعض عاقبت نااندیش لوگوں کے گمراہ کن پروپیگنڈا کے زیر اثر جرائم پیشہ طبائع میں غیر معمولی بے باکی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ اس وقت اگر حکومت نے کوئی ایسا قدم اٹھایا جس سے اس کے وقار کو ادنی سی بھی ٹھیس لگ سکے۔ تو یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اور صوبہ کے اندر قانون شکن عناصر پر اس کا ایسا بُرا اثر پڑیگا۔ کہ ممکن ہے اس کی تلافی کے لئے حکومت کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے

اس موقعہ پر ہم برادران وطن سے بھی یہ گزارش کرتے ہیں۔ کہ وُہ موقعہ کی نزاکت کو دیکھیں۔ اور کوئی ایسی صورت اختیار نہ کریں۔ جو لڑائی کی ضروریات میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرنے کے علاوہ ملکی امن کو بھی برباد کرنے والی ہو۔ جہاں وُہ بیسیوں نہیں ہزاروں مقامات پر مذبحوں کو گوارا کئے ہوئے ہیں۔ وہاں ایک اور کو برداشت کرلیں تو کیا حرج ہے۔ جب تمام مذبحوں میں ایک ہی قسم کا کام ہوتا ہے۔ تو پھر کسی میں کم یا کسی میں زیادہ ہونے سے مذہبی جذبات پر کوئی خاص اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور ہے شور و شر کا موجب بنانا کسی لحاظ سے بھی مناسب

تحریکِ جدید کے مجاہدو! خدا کا "موعود خلیفہ" آواز دے رہا ہے۔ آؤ! سالِ ہفتم کے وعدے یکم ستمبر چھ بجے شام تک مرکز میں داخل کرو۔ تا اللہ تعالےٰ کے حضور السّابقون میں شمار کئے جاؤ ﴿فنانشل سیکرٹری تحریکِ جدید﴾

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ ظہور ۱۳۲۰ ہش۔ ڈلہوزی سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۷ تاریخ کے خط میں جو آج پہنچا ہے تحریر فرماتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کے اہل بیت اور خدام بھی خیریت سے ہیں ❊

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے ❊

یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اولین یعنی ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ چند روز بعارضہ تپش بیمار رہ کر اپنے وطن میں بعمر ۷۹ سال وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آج ان کی نعش بذریعہ لاری یہاں لائی گئی۔ بعد نماز مغرب حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بڑے مجمع سمیت نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص صحابہ میں دفن کئے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات کو بلند کرے ہمیں اس صدمہ میں حضرت منشی صاحب کے صاحبزادہ میاں محمد احمد خان صاحب ایڈووکیٹ کپورتھلہ اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے ❊

مناجات

از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؔ

اے نورِ درخشاں نورِ دوامی دل کی گہرائی میں سما جا
میرے تصوّر کی دُنیا سونی ہے اس پر تو چھا جا

تیری قدرت ظاہر ہے تو ہر مشکل پر قادر ہے
تو ہے غنی محتاج ترے سب پرجا ہو کوئی یا راجا

آہ یہ فرقت کی بیماری آنکھوں سے دو سوتے ہیں جاری
تا کے بے چینی۔ بیداری۔ بن کر نیند آنکھوں میں آ جا

وقت سے پہلے موت بھلا کب آتی ہے کب آئے گی
خواب ہی میں اے جانِ جہاں وہ پیاری صورت اپنی دکھا جا

امیدوں کو دل میں پالا ان سے ہے اس گھر کا اُجالا
دُور ہو اے مایوسی تیرا کام یہاں کیا ہے جا۔ جا

مجھ کو تو کانٹے کی طرح اے سانس کھٹکتا رہتا ہے
تو آ کے نہ آ یکساں ہے مجھے جب تک ہے تجھ کو حکم آ۔ جا

ہے ایک قیامت کی سی گھڑی فرقت کی ہر ایک گھڑی
اے غم میں تجھ کو کھاتا ہوں اے غم تو مجھ کو بھی کھا جا

گر دل میں کسی کی چاہت ہو ہر بات میں موسیقیت ہو
ہوں نغمے ہوا میں اے گوہرؔ کانوں میں بجتا ہو باجا

درخواست ہائے دُعا:۔ (۱) حسن محمد خان صاحب کلکتہ گردے میں پتھری کے سبب بیمار اور اپریشن کے لئے ہسپتال میں داخل ہیں۔ (۲) تنویر حسین ابن سید تاج حسین صاحب بخاری سیالکوٹی بیمار ہے (۳) مرزا فضل بیگ صاحب مرحوم آف دھرمسالہ کی والدہ صاحبہ اور ان کے بچے بیمار ہیں سب کی صحت کے لئے دعا کی جائے ❊

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ابتدائی ایام میں اللہ تعالیٰ کے نبی پر ایمان لانیوالوں کا مقام

"جو قدر اس سلسلہ میں داخل ہونے کی اس وقت ہے۔ وہ بعد ازاں نہ ہوگی۔ مہاجرین وغیرہ کی نسبت قرآن شریف میں کیسے کیسے الفاظ آئے ہیں۔ جیسے رضی اللہ عنہم لیکن جو لوگ فتح کے بعد داخل ہوئے۔ کیا ان کو بھی یہ کہا گیا۔ ہرگز نہیں۔ ان کا نام مس رکھا گیا۔ اور لوگوں سے بڑھ کر کوئی خطاب ان کو نہ ملا۔ خدا کے نزدیک عزتوں اور خطابوں کے یہی وقت ہوتے ہیں۔ کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہونے سے برادری رشتہ دار وغیرہ سب دشمن جان ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالےٰ شرک کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ کچھ حصہ اس کا ہو اور کچھ غیر کا۔ بلکہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ کہ اگر تم کچھ مجھ کو دینا چاہتے ہو اور کچھ بتوں کو۔ تو سب کا سب بتوں کو دے دو۔ اس وقت کا تخم بویا ہوا ہرگز ضائع نہیں ہوگا۔ کیا آج تک کے تجربہ نے ان لوگوں کو بتلا نہیں دیا۔ کہ یہ پودا ضائع ہونے والا نہیں۔ قرآن شریف۔ احادیث صحیحہ اور نشانات آسمانی سب ہماری تائید میں ہیں۔ اور بیّن طور پر سب کچھ ثابت ہو گیا ہے۔ اب جو اس سے فائدہ نہ اٹھائے وہ مورد غضب الہٰی ہے خدا غفور اور کریم اور حنان اور منان ہے۔ مگر یہ انسان کی شوخی اور بدبختی ہے۔ کہ اس کے مائدہ کو وہ رد کرتا ہے۔ اور غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا۔ انسان کو خدا کا خوف اور ڈر رکھنا چاہیئے۔ اور برادری اور رسوم سے ڈر کر خدا کی راہ کو ترک نہ کرنا چاہیئے۔ جب انسان کا مددگار اور معاون خدا ہو جاتا ہے تو پھر اسے کوئی کمی نہیں۔ خدا داری چہ غم داری۔ اس قدر انبیاء جو آئے ہیں کیا خدا نے ان سے کسی قسم کی دغا کی ہے جو اب کسی سے کرے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کچھ ہوا۔ ہر وقت جان کا خطرہ تھا۔ ہر ایک طرف سے دھمکی ملتی تھی۔ مگر کیا لوگوں نے اور قوم اور برادری نے آپ کو تباہ کر دیا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خود تباہ ہوئے۔ اور آج کوئی ایک بھی نہیں جو اپنے آپ کو ابوجہل کی اولاد بتلاتا ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام لیوا اور آپ کی اولاد سے دنیا بھری پڑی ہے"❊

(البدر ۲۹ اکتوبر و ۸ نومبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۱۸۹۹ء کا ایک خط

مکرم خلیفہ نور الدین صاحب جمونی ان سعید روحوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ابتدائی زمانہ میں ایمان لائیں۔ اور حضور انور کے فیوض سے اچھی طرح مستفیض ہونے کا موقعہ پایا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے تعلقات بہت دیرینہ تھے۔ جبکہ حضور جموں و کشمیر میں شاہی طبیب کی حیثیت میں رہتے تھے۔ خلیفہ صاحب کے فرزند خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سری نگر کے پاس میں نے کشتی نوح اور دیگر کئی ایک کتب کے مسودات دیکھے ہیں جو کہ حضرت اقدس کے قلم مبارک کے لکھے ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل خط بھی ان میں سے ہے

ملک صلاح الدین از سرینگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

۱ر جولائی ۱۸۹۹ء

محبی اخویم خلیفہ نوردین صاحب سلمہٗ اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ اگر سرینگر میں ہیضہ پھیل رہا ہے تو ہرگز مناسب نہیں ہے کہ ایسے زور کے وقت تک آپ سرینگر میں جائیں۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ آپ کچھ دنوں انتظار کریں۔ جب تک کہ آپ کو پتہ ملے کہ اب ہیضہ سے آرام ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں کشمیر میں جانا مناسب نہیں ہے زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

بودھ مت کے تاریخی ماخذ

کسی مذہب کے صدق و کذب پر بحث کرتے وقت یہ دیکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کے بانی پر نازل شدہ الہام اور اس کی جو تفسیر اس نے خود کی۔ وُہ کس حد تک محفوظ ہے اور اس پر کس حد تک اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ ایک گزشتہ پرچہ میں اناجیل کی تاریخی حیثیت بیان کر کے بتایا جا چکا ہے۔ کہ اسے مدنظر رکھتے ہُوئے کوئی شخص اس امر پر مطمئن نہیں ہو سکتا کہ ان میں جو کچھ لکھا ہے۔ وُہ بعینہٖ وہی ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام پر خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوُا۔ یا اس کی تشریح میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ وُہ درست طور پر درج ہے۔ ہندو دھرم کی تاریخی حیثیت تو اس قدر مجروح ہے کہ اس پر کسی بحث کی چنداں ضرورت ہی نہیں اور اس کی مقدس مذہبی کتب یعنی ویدوں کی صحت یا عدم صحت کے سوال پر غور کرتے وقت اگر اس امر کو مدنظر رکھا جائے۔ کہ ایک زمانہ ایسا بھی آیا ہے۔ جب ہنُدو اپنے اس مذہبی سرمایہ سے بالکل تہیدست ہو چکے تھے۔ اور اس کا وجود محض اغیار کی علم دوستی اور تاریخی آثار کے تحفظ کے شوق کا رہین منت تھا تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد بودھ مت کا نمبر ہے۔ آج ہمارے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی یقینی اور مستند ذریعہ نہیں۔ کہ حضرت بودھ کی تعلیم حقیقتاً کیا تھی۔ قرآن کریم کے تعلیم کردہ اصل کے پیش نظر ہم بے شک انہیں اپنے زمانہ کا ہادی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن آج یہ کہنا کہ ان کا مشن کیا تھا۔ اور انہوں نے اپنے پیروؤں کو کیا سکھایا۔ بہت مشکل ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اور اپنے قائم کردہ مذہب کے عقائد اور احکام کا کوئی ایسا مجموعہ اپنی زندگی میں مرتب نہیں فرمایا۔ جس سے آپ کی تعلیمات خود آپ کی زبانی معلوم ہو سکیں۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ آپ کا کوئی پیرو بھی آپ کی زندگی یا آپ کے بعد کے قریبی اور متصل زمانہ میں آپ کی تعلیمات کو ضبط تحریر میں نہیں لایا۔ اگر ضعیف تاریخی باتوں پر اعتبار کر لیا جائے۔ تو زیادہ سے زیادہ اتنا پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کی وفات کے بعد راج گریہ میں ایک بڑی مجلس منعقد ہُوئی۔ جس میں آپ کے دو مقرب متبعین نے آپ کی تعلیم کے متعلق بعض لیکچر دیئے۔ مگر ان لیکچروں کو بھی ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا۔ مہا پرگیاں اور سوتر جو آج حضرت بودھ کی زندگی اور بودھ مت کے متعلق سب سے زیادہ مستند کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں اس مجلس کے انعقاد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ (Buddhist Sutlar buy Rhys Davids P.P. XI-XIII)

اس وقت جو کتابیں بُدھ مت کے متعلق معلومات کا ذریعہ ہیں۔ وُہ سب بعد کے زمانہ کی تصانیف ہیں۔ اور حضرت بُدھ کے انتقال کے قریباً ایک صدی بعد لکھی گئیں۔ ویسالی کے مقام پر بُدھ اکابر کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور بحث و تمحیص کے بعد اس مذہب کے اصول و احکام مرتب کرنے کی کوشش کی گئی۔ دیپ وسا کے مصنف کا بیان ہے۔ کہ اس میں بُدھ مذہب کے بھکشوؤں نے اصل مذہب کے اصول بدل دیئے۔ اور اس کے عقائد و احکام میں بہت کچھ ترمیم و تنسیخ کر دی اور اصل سوتر بدل کر نئے بنا لیے۔ (میکس مولر کا دیباچہ سیکرڈ بکس آف دی بدھس)

بہرحال یہ پہلی تحریری سعی تھی۔ جو بدھ مذہب کے متعلق کی گئی۔ اور یہ سلسلہ قریباً چار سو برس تک جاری رہا۔ لیکن کنشک کے زمانہ میں پھر اس میں تحریف کی گئی۔ اور اس کے بعض بنیادی اصول بدل دیئے گئے۔ زاہدانہ زندگی کے متعلق قوانین جو ابتداء میں بہت سخت تھے۔ نرم کر دیئے گئے۔ کشمیر میں پھر ایک کونسل بیٹھی جس نے اس مذہب کے پہلے آئین اور تفاصیل میں ردو بدل کے بعد ایک نیا ڈھانچہ تیار کیا جسے بودھ مذہب کے سواد اعظم نے تسلیم کر لیا۔ ملاحظہ ہو۔ (Budhism as a religion by Hackman P.P. 51-55)

اس مختصر سی تفصیل سے عیاں ہے کہ صحیح معنوں میں جسے مذہبی کتاب کہا جا سکے۔ ایسی کوئی چیز بودھ مذہب میں نہیں۔ اور اس لئے یقینی طور پر یہ کہنا کہ بودھ کی تعلیم کیا تھی۔ بہت مشکل ہے۔ ابتدائی زمانہ کی صرف تین تصانیف اس وقت مانی جاتی ہیں اول وِنائی پٹک ہے۔ جو زاہدانہ زندگی کے متعلق قوانین و احکام کا مجموعہ ہے جسے ۳۵۰ ق م سے ۲۵۰ ق م تک مختلف اوقات میں مدون کیا گیا اس کے مصنف کا کوئی پتہ نہیں۔ بلکہ یہ بھی علم نہیں۔ کہ یہ ایک شخص کی سعی ہے۔ یا زیادہ کی۔

دوسری "ست پٹک" ہے جس میں حصُولِ نجات کے طریقے۔ اور اس مذہب کا فلسفۂ اخلاق بیان کیا گیا ہے۔ اس کے زمانۂ تصنیف۔ اور مصنف کے متعلق بھی کچھ علم نہیں۔

تیسری "ابھی دھم پٹک" ہے۔ جو بودھ مت کے فلسفہ اخلاق و مابعد الطبیعات پر مشتمل ہے۔ اس کی تاریخ بھی معلوم نہیں۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے۔ کہ تیسری صدی قبل مسیح کے خاتمہ سے پہلے یہ موجود تھی۔

"سلسلۂ کتب مقدسۂ مشرق" کی گیارھویں جلد کا جو مقدمہ پروفیسر رہیس ڈیوڈس نے لکھا ہے۔ اس میں یہ سب تفاصیل بیان ہیں۔ مزید تفاصیل کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے۔

"اِسْمُهٗ اَحْمَدُ" کی پیشگوئی پر مناظرہ سے گریز

تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہوُا۔ مولوی اختر حسین صاحب گیلانی مبلغ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اسمہٗ احمد کی پیشگوئی پر تقریر کرنے کے لئے اشتہار دیا۔ اور جماعت احمدیہ دہلی کو بذریعہ تحریر دعوت دی۔ کہ وُہ اس موضوع پر تبادلہ خیالات کرے۔ ان کی اس خواہش کے مطابق پیشگوئی کے ایک ایک حصہ کو لے کر بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ ان کی اپنی خواہش کے مطابق موضوع مقرر کر کے وقتاً فوقتاً بحث ہوتی رہی۔ چنانچہ اس پیشگوئی پر پانچ مناظرے ہُوئے۔ ۹ اگست کو زیر انتظام مجلس خدام الاحمدیہ دہلی بھی یہی پیشگوئی زیر بحث تھی۔ وقت ۸ بجے شام مقرر تھا۔ لیکن ساڑھے آٹھ بجے تک کوئی شخص چونکہ مناظرہ کے لئے غیر مبایعین کی طرف سے نہ پہنچا۔ اس لئے ملک سعید صاحب بی۔ اے نے اس موضوع پر اپنی تقریر شروع کی۔ پونے نو بجے کے قریب مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے آکر کہا۔ "غلطی تو میری ہی ہے۔ مگر اشد مجبور کن حالات میں میں نہیں آ سکا۔ مولوی اختر حسین صاحب گیلانی کو میں نے کہا۔ کہ آپ مناظرہ کے لئے چلیں۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ میں مناظرہ کرنا نہیں چاہتا۔ میں مناظرہ نہیں کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ"

الغرض اس طرح وُہی شخص جو دو ماہ پہلے تحریری دعوتیں دے کر بلا رہا تھا۔ اب مناظرے سے گریز اختیار کر گیا۔ اور اپنے سر سے بلا ٹال کر مولوی عمر الدین صاحب شملوی کے سر دکھ رہا ہے۔ ملک صاحب کی تقریر کے بعد ایک غیر مبایع دوست نے سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

خاکسار صوفی غلام اللہ۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ دہلی۔

جناب مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے لاکھوں "کلمہ گو" مسلمانوں کی تکفیر کا اعلان

خاکسار نے ایک گزشتہ مضمون میں عرض کیا تھا۔ کہ غیر مبایعین کا سردست عقیدہ تو یہی ہے کہ "لاہور والے ہر کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں"۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور مخصوص عقیدہ بھی ہے۔ جسے وہ "اپنے مسلمان بھائیوں" کی ناراضگی کے خوف سے حتی الامکان ظاہر نہیں کیا کرتے۔ وہ عقیدہ فی الحقیقت مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق غیر مبایعین کے تمام دعاوی کو پیوند خاک کر دیتا ہے۔ سنیئے وہ عقیدہ جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کے اپنے الفاظ میں یہ ہے

(۱) "ایسا شخص جو آپ کو (مسیح موعود) کافر یا کاذب یا دجال کہتا ہے۔ وہ تو ضرور فتوئی حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آتا ہے۔" (ردتکفیر اہل قبلہ صفحہ ۴۹)

(۲) "چونکہ (حضرت مسیح موعودؑ کو) کافر کہنے والا اور کاذب کہنے والا معناً یکساں ہیں یعنی مدعی کی دونوں تکفیر کرتے ہیں۔ اس لئے دونوں اس حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آجاتے ہیں" (" صفحہ ۵۶)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ درج کر کے لکھتے ہیں۔ "اب دیکھ لو کہ یہاں کس قدر صفائی سے کافر بننے کی وجہ محض اپنی تکفیر ہی قرار دی ہے۔ خواہ تکفیر اس لئے ہو کہ ایک شخص نے آپ کو کافر کہا۔ اور خواہ اس لئے کہ ایک شخص نے آپ کو مفتری کہا" (" صفحہ ۴۷)

مندرجہ بالا حوالوں میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے صاف لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ جو لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر کرتے ہیں۔ یا تکذیب کرتے ہیں۔ وہ ضرور "فتوئی حدیث کے ماتحت کافر ہیں۔ گویا جناب مولوی صاحب نے مسلمانوں کا ایک گروہ اب تسلیم کر لیا ہے جو باوجود کلمہ طیبہ کے اقرار کے "کافر" ہے ممکن ہے کہ یہ عذر پیش کیا جائے۔ کہ اس جگہ جس کفر کا ذکر ہے۔ وہ حقیقی کفر نہیں ہے بلکہ فرع کا کفر ہے جو انسان کو اصل ایمان سے خارج نہیں کرتا۔ لیکن یہ عذر بالبداہت غلط ہے۔ میں بفضلہ کئی ناقابل تردید دلائل کی رو سے ثابت کر سکتا ہوں۔ کہ اس جگہ جناب مولوی صاحب نے "فرع کے کفر" کا ہرگز ذکر نہیں کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفرین یا مکذبین کو سچ مچ اور حقیقی معنوں میں کافر قرار دیا ہے۔

پہلی دلیل۔ اول تو جناب مولوی صاحب نے اسی رسالہ میں "اصل کفر" اور "فرع کے کفر" کے درمیان حدبندی کر دی ہے۔ جس کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب اپنے اسی رسالہ "ردتکفیر اہل قبلہ" کے صفحہ ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "معلوم ہوا کہ وہ خدا اور رسول کو مانتا ہے۔ ان کا منکر نہیں۔ ہاں خدا اور رسول کے جو بہت سے فرمان ہیں جن میں سے ایک فرمان مسیح موعود کا ماننا ہے۔ اس کو نہیں مانتا۔ پس یہ کفر اصل کا نہیں بلکہ فرع کا ہے۔ اور جس طرح ابن اثیر نے لکھا ہے۔ کہ یہ فرع کا کفر اصل ایمان سے خارج نہیں کرتا۔" (صفحہ ۲۴)

اس حوالہ میں جناب مولوی صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر نہیں کرتا۔ لیکن حضور کو مسیح موعود بھی نہیں مانتا وہ خدا کے ایک فرمان کو نہ ماننے کی وجہ سے فرع کا کفر کرتا ہے۔ لیکن اسی فرعی کفر سے وہ اصل ایمان سے خارج نہیں ہوجاتا۔ گویا جناب مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود کو نہ ماننا "فرع کا کفر" ہے اب اوپر کے حوالوں میں سے ایک حوالہ دوبارہ پڑھیئے حقیقت بالکل کھل جائے گی۔ "ایسا شخص جو آپ کو کافر یا کاذب یا دجال کہتا ہے۔ وہ تو ضرور فتوے حدیث کے ماتحت خود کفر کے نیچے آتا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والوں یا سمجھنے والوں کے علاوہ جو لوگ ایسے ہیں۔ کہ انہوں نے دعوے کو قبول نہیں کیا یا ابھی بیعت نہیں کی۔ وہ محض انکار دعوے سے کافر نہیں ہوجاتے۔" (" صفحہ ۴۹)

یعنی جناب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفرین کو کافر قرار دیتے ہیں لیکن محض انکار دعوے کرنے والوں کو اس کفر سے صاف لفظوں میں خارج کر دیتے ہیں حالانکہ اگر اس جگہ "فرعی کفر" کا ذکر ہوتا تو لازماً انکار دعوے کرنے والوں کو بھی کافر قرار دیتے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک وہ بھی "فرعی کفر" کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا انکار کرنے والوں کے کفر کی نفی کرنا اور صرف مکذبین کو کافر قرار دینا اس بات کی پکی دلیل ہے کہ اس جگہ حقیقی کفر کا ذکر ہے۔ جو اصل ایمان سے خارج کرنے والا ہوتا ہے۔ اور یہ کہ جناب مولوی صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفرین سچ مچ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ آپ دعوے سے انکار کرنے والوں کو کفر سے خارج کرتے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اسی رسالہ "ردتکفیر اہل قبلہ" میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ اصل قائم کرنے کے بعد کہ "بعض اوقات الفاظ میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔ مگر عمل اس لفظی اشتباہ کو صاف کر دیتا ہے"۔ (صفحہ ۵۷) یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر احمدیوں کا جنازہ بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور ان کی اقتدا میں نماز بھی جائز سمجھتے تھے۔ اور یہ دونوں باتیں اپنی طرف سے ثابت کرنے کے بعد نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ کہ "جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ بانی سلسلہ غیر احمدیوں کے جنازے کو جائز سمجھتے تھے۔ تو یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ وہ انہیں مسلمان سمجھتے تھے۔" (ٹریکٹ ثالث بننے کی دعوت)

گویا جناب مولوی صاحب کا استدلال یہ ہے کہ اگر زید بکر کا جنازہ پڑھتا ہے۔ تو یہ امر دلیل ہے اس بات کی کہ زید بکر کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اب اگر میں یہ ثابت کردوں۔ کہ جناب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفر اور مکذب کا جنازہ جائز نہیں سمجھتے۔ اور ان کی اقتداء میں نماز بھی نہیں پڑھتے۔ تو یہ دو باتیں ان کے اپنے استدلال کے مطابق اس بات کی بڑی کھلی دلیل ہونگی۔ کہ وہ ان مکفرین اور مکذبین کو مسلمان ہرگز نہیں سمجھتے۔ بلکہ سچ مچ اور حقیقی معنوں میں کافر قرار دیتے ہیں۔

جنازے کے متعلق مولوی صاحب کا ایک حوالہ سن لیجئے۔ "یہ فرق تو خود حضرت صاحب نے کیا میں نے نہیں کیا۔ کہ جو مکفر و مکذب ہیں۔ ان کا جنازہ نہ پڑھو۔ اور دوسروں کا پڑھ لو۔"

(خطبہ جمعہ پیغام ۳۰ اپریل ۱۹۱۴ء)

گویا جناب مولوی صاحب کے نزدیک "مکفر" اور "مکذب" کا جنازہ بہرحال ناجائز ہے۔

اب نماز کے متعلق ایک حوالہ سنیئے "نماز کی علیحدگی کا فتوے درحقیقت صرف مکفرین و مکذبین کے لئے ہے۔ لیکن چونکہ نماز مومن کا معراج ہے۔ اس لئے جو لوگ اپنے آپکو ان مکفر مولویوں سے ملا ہوا رکھتے ہیں۔ اور منہ سے نہیں تو عملاً ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔" (ردتکفیر صفحہ ۴۸)

ان دو ناقابل تردید دلیلوں کے بعد اس امر میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکفر اور مکذب جناب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک حقیقی معنوں میں کافر ہیں۔ اور ایسے پکے کافر ہیں۔ کہ ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور ان کے جنازے پڑھنا بھی ناجائز ہیں۔

اب جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے لئے دو ہی راستے ہیں اول یہ کہ وہ ثابت کردیں۔ کہ

(الف) میری یہ دونوں دلیلیں غلط ہیں۔ اور ان کے نزدیک مکفر اور مکذب صرف فرعی کفر کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور جناب مولوی صاحب کی مراد بھی اصل میں یہی تھی۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بے شمار تحریروں میں اپنے مکفرین اور مکذبین کو جو کافر قرار دیا ہے۔ تو اس سے بھی حضور کی مراد ہر جگہ "فرعی کفر" تھا۔

لیکن اگر یہ دونوں باتیں ثابت نہیں کر سکتے اور ہمارا دعوے ہے۔ کہ وہ ہرگز ثابت نہ کر سکیں گے۔ تو پھر دوسری صورت ان کے لئے یہی ہے۔ کہ وہ ان مکفرین اور مکذبین کو حقیقی کافر قرار دے کر اپنے اس دعوے سے دستبردار ہوجائیں۔ کہ "ہم ہر کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔"

دوسری صورت میں ہم بجا طور پہ جناب مولوی محمد علی صاحب سے ان کے رفقاء سے ان کی پارٹی کے ایک ایک فرد سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ:

(۱) کیا یہ صحیح نہیں کہ اس عقیدے کی رو سے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکفر اور مکذب ہی کافر نہیں قرار پاتے بلکہ دنیا کے وہ کروڑوں مسلمان جو آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر کر رہے ہیں وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ بھی دیگر مسلمانوں کو کافر کہنے کی وجہ سے کافر قرار پاتی ہے۔

(۲) اگر یہ صحیح ہے۔ تو پھر آپ کے اس دعویٰ کا کیا مطلب اور مفہوم ہوا کہ۔ "جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ وہ مسلمان ہے اسے کافر کہنے والا دشمن اسلام ہے" اور یہ کہ "لاہور والے ہر کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں"۔

(۳) کیا یہ صحیح نہیں کہ یہ تمام مکفرین اور مکذبین کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز بھی پڑھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپ لوگ ان کو حقیقی کافر ان کی نمازوں کو ان کے جنازوں کو حرام تصور فرماتے ہیں۔

(۴) اگر یہ صحیح ہے تو جو الزامات آپ ہم پر گزشتہ ربع صدی سے بڑے زور و شور سے لگا رہے ہیں۔ کیا ان سب کے اولین مرتکب آپ خود ثابت نہیں ہو جاتے کیا اب ہمارا حق نہیں کہ ہم (۱) "کلمہ طیبہ کو منسوخ کرنے والے" (۲) "نیا دین قائم کرنے والے" (۳) "اسلام کے دشمن" (۴) "رسول خدا کے نافرمان" (۵) اور ایک خطرناک ملکہ سب سے بڑے "جرم" کے مرتکب وغیرہ وغیرہ جملہ خطابات آپکی ہی خدمت میں واپس کر دیں۔

(۵) جب آپ خود ان تمام الزامات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تو پھر ہم پہ الزام لگانے کا آخر آپکو کیا حق حاصل ہے؟

امید ہے کہ مندرجہ بالا گزارشات پہ ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا جائے گا۔ اور غیر مبائعین جلد سے جلد اس بارے میں اپنی پوزیشن واضح کر دیں گے

مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق ہمارے غیر مبائع*

زمانہ کی پکار - آجا چکر سدھرشن والے آجا

چند دن ہوئے چند لوگوں کے گانے کی آواز سنائی دی جو یہ الفاظ بار بار دوہرا رہے تھے۔ کہ "آجا چکر سدھرشن والے آجا" اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کس طرح پکار پکار کر ایک مصلح کے آنے کے متعلق اظہار اضطراب کر رہی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جسے یہ لوگ پکار رہے ہیں وہ آ چکا ہے۔ ذیل میں ہم وطن بھائیوں کی خاطر اس کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔

کلکی پوران میں لکھا ہے۔ کہ جس وقت کل یگ میں کرشن جی اوتار لیں گے۔ اس وقت (۱) برہمن اپنے دھرم سے گرے ہوئے ہوں گے (۲) بارش وقت پر نہ ہو گی (۳) بھونچال کثرت سے آئیں گے (۴) آٹھ سال کی کنیا درمانگے گی۔ (۵) اچھے گھرانوں کی عورتیں رنڈیوں کا طریق اختیار کرنا پسند کریں گی اور اپنے خاوندوں سے محبت نہیں کریں گی۔ (۶) دولت مند آدمی کی عزت ہو گی (۷) سخت لڑائیاں ہوں گی۔

اسی طرح مہابھارت میں سری ویاس جی لکھتے ہیں۔ جب کرشن جی اوتار لیں گے تو اس وقت بے دینی زوروں پر ہو گی۔ جھوٹ - فریب - ظلم - غصہ لالچ کا دور دورہ ہو گا۔ برہمنوں کو نیک کاموں سے نفرت اور برے کاموں سے محبت ہو گی۔ پوجا پاٹ عبادت وغیرہ سب چھوڑ دیں گے حائز اور ناجائز چیزیں سب کھا جائیں گے اناج بے مزہ اور کم پیدا ہو گا۔ قحط پڑیں گے گائیوں کا دودھ کم ہو جائے گا۔ مرد اپنی عورتوں سے محبت نہیں کریں گے۔ بلکہ بازاری عورتوں سے پریم کریں گے شراب خانے آباد اور عبادت کی جگہیں خالی ہوں گی کل یگ میں دنیا کی ہوا پلٹ جائے گی۔ وہ وہ پاپ اور گناہ ہوں گے کہ دنیا کانپ جائے گی۔ لڑکے والدین کو بے وقوف خیال کریں گے۔ عورتیں اپنے خاوندوں سے لڑائی جھگڑے کریں گی۔ ہر آدمی اپنے آپ کو بڑا خیال کرے گا۔ سورج کو اندھیرا کیا جائے گا۔ یعنی سورج کو گرہن لگے گا۔ خطرناک بیماریاں پھیلیں گی۔ اور سخت لڑائیاں ہوں گی۔ خلقت بہت رسے گی تب کرشن جی اوتار لیں گے

میرے پیارے ہم وطن بھائیو یہ وہ علامتیں ہیں جنہیں ہندو دھرم کی مقدس کتابوں میں کرشن جی کی دوبارہ آمد کی نشانیاں بتایا گیا ہے ادھر کرشن جی مہاراج ارجن کو مخاطب کر کے اپنی آمد کا راز یوں ظاہر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس فلسفہ سے بھی مطلع فرماتے ہیں۔ جس کے مطابق پرماتما کی طرف سے وقتاً فوقتاً نبی۔ رشی۔ اور اوتار مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا کرتے ہیں۔ آپ کے ایک ارشاد کا ترجمہ ہے۔

چو بنیاد دیں سست گردد ہمے
نمائیم خود را بشکل کسے!

اس طرح سری کرشن جی مہاراج اپنے ملہم حقیقی کی زبان میں ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں لامذہبیت پھیل جاتی ہے اور پرتھوی سے دھرم اٹھ جاتا ہے تو دنیا میں کسی انسان کے ذریعہ ظاہر ہو کر دنیا کو گناہ اور پاپ سے پاک کرتا ہوں۔ یہ ارشاد اپنے اندر ایک عظیم الشان صداقت رکھتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں جب کچھ عرصہ بارش نہ ہو۔ تو ہر طرف زمین پر تباہی اور ہلاکت کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں چرند۔ پرند انسان حیوان سب آسمان کی طرف دیکھتے اور منہ کھول کھول زبان حال اور قال سے زندگی کا پانی مانگتے ہیں۔ اس پر خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور مردہ زمین کو آسمانی پانی سے از سر نو زندہ کرتی ہے ہو بہو یہی حال روحانی عالم کا ہے۔ روح کی بقا بھی اسی بات پر منحصر ہے کہ آسمان سے خدا کا کلام وقتاً فوقتاً اترتا رہے۔ چنانچہ کرشن جی مہاراج بھی اسی روحانی بارش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایشور کا یہ الہام سناتے ہیں کہ۔ جب جب پرتھوی پہ دھرم نہیں رہتا۔ تب تب دھرم کے قائم کرنے کے لئے میں زمین پہ اوتار لیتا ہوں

موجودہ زمانہ میں جیسا کہ عنوان مضمون سے ظاہر ہے۔ ساری کی ساری ہندو جاتی کرشن بھگوان کی آمد کے لئے بیتاب ہے۔ مسٹر شانتی پرکاش صاحب بی۔ اے ایل ایل بی اخبار تیج سنہ ۲۳ء وار کے کرشن نمبر مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء میں لکھتے ہیں

"اگر بھگوت گیتا میں کرشن بھگوان کا وعدہ سچا ہے۔ تو ان کے اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے۔ اس لئے بھگوان کرشن آؤ۔ جنم لو۔ دنیا میں مایا کی دور کرو۔ دھرم پھیلاؤ۔ اور اپنا وعدہ پورا کرو۔

چو بنیاد دین سست گردد ہمے
نمائیم خود را بشکل کسے"

اسی طرح ڈاکٹر ستیہ پال صاحب اخبار تیج کے کرشن نمبر ۱۹۳۱ء میں کرشن جی مہاراج کو مخاطب کرتے ہوئے فرما چکے ہیں:

"دیکھو مہاراج صاف صاف سن لو تم نے دریودھن کو بھی کھری کھری سنائی تھیں ہم بھی تمہیں کھری کھری سناتے ہیں اگر تمہاری طرف سے سرد مہری کا برتاؤ رہا۔ تو ہم بھی تم کو بھول جائیں گے۔ نہ ہم رہیں گے نہ تمہارا نام رہے گا۔ . . . . ہمارا زمانے گار روز روز تمہیں بلا بلا کر ہم بھی مایوس ہو گئے ہیں۔ تم ہو کہ آنے کا نام نہیں لیتے۔ اور اس جانب تمہارا خیال ہی نہیں۔ الٹی میٹم دے دیں۔ آخری بات کہہ دیں۔ اگر اب بھی ہماری چیخ و پکار پہ آپ کو دیا نہ آئی۔ اور ہماری حالت زار پہ آپ کو رحم نہ آیا۔ تو پھر ہم بھی تم سے روٹھ جائیں گے۔ اور تم کو یاد کرنا بھول جائیں گے"

ملاپ (۱۶ اگست ۱۹۳۸ء) میں جو "جنم اشٹمی ایڈیشن" ہے۔ "بھگوان کرشن" کے عنوان سے ایک نظم شائع ہوئی ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:۔

کوئی تسکین کی صورت ہے نہ آرام کی ہے
چھائی ہر سمت گھٹا اب غم و آلام کی ہے
وہی آغاز کی حالت وہی انجام کی ہے
قوم کو اب بھی ضرورت اسی پیغام کی ہے
کرشن پھر نور کے پردوں سے نکل کر آجا
ہم تو بدلے ہیں تو بھی تو بدل کر آجا

*ہر دو سندوں سے کے مسلک میں بعض اور بھی عجیب و غریب پیچیدگیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن سردست صرف انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ احقر۔ خورشید احمد از لاہور

یہ شواہد تمام ہندو جاتی کے خیالات اور جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ پس میرے پیارے ہندو بھائیو۔ مایوس مت ہو۔ اگر آپ واقعی کرشن جی کی آمد کے منتظر ہیں۔ اگر آپ حقیقی طور پر صداقت اور روحانیت کے متلاشی ہیں۔ تو فرط مسرت سے اچھلو اور خوشی کے گیت گاؤ۔ کہ وہ خدا جس نے تمام کائنات کے نشوونما کے لئے سامان کر رکھے ہیں۔ اس نے ہماری روحانی ترقی کو بھی نظر انداز نہیں کیا

سنو اور غور سے سنو کہ کرشن جی مہاراج حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روپ میں قادیان ضلع گورداسپور میں پرگٹ ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"منجملہ دوسرے الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔

سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر (اوتار) ہوں ...... میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے آیا ہوں۔ جیسا مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مت کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں ... ... یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔" (لیکچر سیالکوٹ) میں اپنے ہندو بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس آسمانی آواز کی طرف دھیان دیں۔ جو پرمیشور نے ہندو دنیا کو کرشن جی کو قبول کرنے کے لئے دی ہے۔ صرف اسی وجہ سے اس کی طرف دھیان نہ دینا کہ وہ ایک دوسری قوم کے انسان کے ذریعہ دی گئی ہے خطرناک غلطی ہے کیونکہ پرماتما کی کوئی چیز کسی خاص قوم سے مختص نہیں ہندو مسلمان عیسائی سب اس کے بندے ہیں جب وہ کسی کو چن لیتا ہے تو پھر وہ قوموں کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ کسی خاص قوم کا نہیں رہتا۔ ہر قوم اس کی ہوتی ہے اور وہ سب کا ہو جاتا ہے۔

خدا۔ پرماتما۔ ایشور ایک ہی ہستی کے نام ہیں۔ اس نے ایک ہی نبی یا رسول یا اوتار بھیجا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے ہندوستان میں اس کو بھیج کر ایک لحاظ سے ہندوؤں پر احسان کیا ہے۔ جس طرح عالم جسمانیات میں خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام چیزیں سب کے فائدے کے لئے ہیں جیسے سورج۔ چاند۔ ستارے۔ زمین۔ ہوا۔ آگ۔ پانی سب کے لئے ہیں اسی طرح اس کا بھیجا ہوا مصلح بھی سب کے لئے ہے۔ وہ مہدی ہے مسلمانوں کے لئے اور مسیح ہے عیسائیوں کے لئے۔ وہ نہکلنک ہندوؤں کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ عین اس زمانہ میں جب کہ ان ناموں کے موعود مصلحین کی آمد کی تمام علامتیں پوری ہو چکی ہیں اور جب کہ پکار پکار کر ان کو بلایا جا رہا ہے۔ آیا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے ؎

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسمان نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات

پھر آپ فرماتے ہیں ؎

میں وہ پانی ہوں جو اترا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

مبارک ہیں وہ جو آپ پر ایمان لا کر اور آپ کی بتائی ہوئی تدبیروں پر عمل کر کے پرماتما سے اپنا تعلق پیدا کرتے ہیں اور اس کے سچے سیوک بن کر دین اور دنیا کو سنوارتے ہیں۔

(ملک) فضل کریم خان تسنیم بی۔ اے۔ لاہور

لاہور کی ایجنسی

لاہور میں الفضل کی ایجنسی کے لئے ایک ایسے مستعد اور دیانتدار ایجنٹ کی ضرورت ہے۔ جو الفضل کے موجودہ خریداران کو روزانہ جلد سے جلد پرچہ پہنچانے کا انتظام کرے اور لاہور میں جو کہ پنجاب کا مرکزی شہر ہے اور جہاں خدا کے فضل سے احمدیوں کی تعداد کئی ہزار ہے الفضل کی توسیع اشاعت کا کام کرے۔ شرائط ایجنسی ذیل کے پتہ سے طلب کریں۔ (مینیجر الفضل قادیان)

تحریک جدید کے وعدے پورے کرنے والے احباب کرام

تحریک جدید سال ہفتم کے وعدے جن احباب نے سو فیصدی مرکز میں داخل کر دیئے ہیں ان کی فہرست شائع کرتے ہوئے یہ نوٹ احباب کی اطلاع کے لئے دینا مناسب ہے کہ بعض وہ احباب جو ۳۱ مئی تک اپنے وعدے پورے کر چکے تھے۔ ان میں سے کئی ہیں جو آٹھویں سال کا چندہ بھی بھیج چکے ہیں۔ چنانچہ آگرہ کے سیٹھ اللہ جوایا صاحب نے آٹھویں سال کے -/۱۲۵ روپے ارسال کر دیئے ہیں۔ مگر وہ احباب جنہوں نے ابھی تک ساتویں سال کا بھی وعدہ پورا نہیں کیا انہیں اب فکر کرنی چاہیئے کیونکہ ساتویں سال کے یہ آخری ایام گذر رہے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ ساتویں سال کا وعدہ ۳۰ اگست تک پورا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جہاں السابقون میں شامل ہوں وہاں حضور کے ارشاد کی تعمیل کرنے کی وجہ سے حضور کی خوشنودی بھی حاصل ہو سکے اور وہ حضور کی دعاؤں میں بھی شامل ہو جائیں۔ ہر وہ شخص جس نے اپنے ساتویں سال کا وعدہ پورا نہیں کیا اور جماعتوں کے ہر وہ کارکن جنہوں نے اپنی جماعت کے ساتویں سال کی فہرست حضور کے پیش کی ہے یا جو اب کام کر رہے ہیں۔ انہیں اب یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا وعدہ ۳۱ اگست تک پورا ہو جائے۔ فہرست حسب ذیل ہے

(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

نام	رقم
مرزا مولا بخش صاحب فیض باغ لاہور	۱۷/۸
چوہدری فتح محمد صاحب بھینی میلواں	۲۷/۰
میاں رحیم بخش صاحب بھیرو چیچی	۵/-
" عبد اللہ صاحب جنڈ وساہی	۵/-
اہلیہ صاحبہ سید محمود شاہ صاحب منٹگمری	۵/۱۲
ماسٹر فضل الٰہی صاحب معہ اہلیہ عارف والہ	۱۱/-
چوہدری محمد علی صاحب کنسٹیبل قبولہ	۱۰/۸
" محمد الدین صاحب بشیر آباد	۵/۴
ماسٹر محمود احمد صاحب مانڈلے -/۸۰ دو سال ہائے ماسبق	
سید فضل احمد صاحب پٹنہ	۱۳/-
سید محمد محسن صاحب کٹک	۳۴/-
کے محمد کنہی صاحب سنگاپور	۱۵/-
میاں فضل حق صاحب صدر گوگیرہ	۵/۴
ماسٹر محمد طفیل و محمد حسین صاحب دہرم سالہ	۲۳/-
ماسٹر رحمت خان صاحب دہیر کے کلاں	۳۴/۱۲
حافظ غلام محمد صاحب "	۱۰/۴
چوہدری عبد الستار خان صاحب مزنگ لاہور	۱۱/۱۰
مرزا محمد صفدر بیگ صاحب " "	۵/۱۲
میاں الہ داد صاحب ٹانگہ ڈرائیور "	۶/-
شیخ شریف اللہ صاحب "	۵/۸
سید عبد الشکور صاحب اکنور	۲۳/۸
خواجہ محمد اقبال صاحب ہیڈ کنسٹیبل اکنور	۸/۸
والدہ صاحبہ مرحومہ سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن	۵۹/-
سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن	۹۰/-
" محمد معین الدین صاحب "	۹۰/-
محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ "	۳۵/-
سعیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ میر احمد علی صاحب حیدرآباد دکن	۲۷/-
امۃ الحی بیگم صاحبہ بنت سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد دکن	۱۱۰/-
غلام محمود صاحب فرزند سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد دکن	۲۳/-
فرزندان و دختران سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآباد دکن	۹۱/-
محمد اسحٰق صاحب حیدرآباد دکن	۹/-
سیٹھ غلام احمد صاحب "	۱۵/-
غلام حسن خان صاحب	۲۳/-
فرزندان و دختران حبیب اللہ خان صاحب معہ بیگم حیدرآباد دکن	۸/-
احمد عبد العزیز صاحب نندپوری حیدرآباد دکن	۸/۱۲
سید مصطفیٰ حسین صاحب معہ اہلیہ صاحبہ حیدرآباد دکن	۱۷/-
اہلیہ سید بشارت احمد صاحب حیدرآباد دکن	۸/-
سید فضل الرحمٰن صاحب راستے پوری حیدرآباد دکن	۵/-
بشیر احمد خان صاحب ہاپی حیدرآباد دکن	۱۱/-

(باقی)

حب اٹھرا
اسقاط کا مجرّب علاج

جو مستورات اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جنکے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کیلئے حب اٹھرا رجسٹرڈ نعمت غیر مترقبہ ہے جو حکیم نظام جان شاگرد حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ شاہی طبیب دربار جموں وکشمیر نے آپ کا تجویز فرمودہ نسخہ تیار کیا ہے۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے اٹھرا کے مریضوں کو اس دوائی کے استعمال کرنے میں دیر کرنا گناہ ہے۔

قیمت فی تولہ عہ/ مکمل خوراک گیارہ تولے یکدم منگوانے پر گیارہ روپے

حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ دواخانہ معین الصحت قادیان

اگر آپ پریشان نہیں ہونا چاہتے (تو)

کراؤن بس سروس

میں سفر کیجئے ریل کی طرح پورے ٹائم پر اپنے مقامات پر پہنچئے۔ پہلی سروس صبح ½۴ بجے لاہور سے پٹھانکوٹ کو چلتی ہے۔ اسکے بعد ہر پچاس منٹ کے بعد چلتی ہے۔ اسی طرح پٹھانکوٹ سے لاہور کو چلتی ہے۔

لاری پورے ٹائم پر چلتی ہے۔ خواہ سواری ہو یا نہ ہو چلتی ہے

دی منیجر کراؤن بس سروس بشمولیت رائل آرمی ٹرانسپورٹ کمپنی پٹھانکوٹ

مجرّب اور خالص ادویہ

اگر آپکو مجرب اور خالص ادویہ کی ضرورت ہے۔ تو آپ ہمارے دواخانہ سے طلب کریں۔ آپ کو ہر قسم کی ادویہ مہیا کر کے دینگے۔ اسکے علاوہ ہمارے دواخانہ میں بعض خاص نسخے بھی تیار ہوتے ہیں جنمیں سے بعض یہ ہیں:-

سُرمہ ممیرا خاص یہ سرمہ ایک پرانے اور مجرب نسخہ کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اور پرانی آشوب چشم خصوصاً جو نزلہ یا دماغی یا اعصابی کمزوریوں کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح نظر کی کمزوری اور دھند کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ پرانے گکروں اور آنکھ کی سُرخی کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عہ ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۰/

سُرمہ اکسیر چشم یہ سرمہ آنکھوں کی سب بیماریوں کیلئے مفید ہے۔ خصوصاً نئے اور پرانے گکروں کیلئے بہت ہی مفید ہے نیز ناخونہ وغیرہ امراض کیلئے مجرب ہے۔ قیمت فی تولہ ۸/ ۶ ماشہ عہ ۳ ماشہ ۱۲/

ان کے مفید ہونے کے متعلق ذیل کا سرٹیفیکیٹ ملاحظہ فرمائیں:-

جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ایم۔ بی۔ ایچ آنرز لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کا تیار کردہ سُرمہ ممیرا خاص اور اکسیر چشم اپنے دو مریضوں پر استعمال کیا۔ اور توقع سے بڑھ کر تسلی بخش پایا۔ مجھے اس امر کا یقین ہو چکا تھا کہ دیسی ادویات کی تیاری میں ناقص اور غیر مکمل اجزاء استعمال کرنے کی مرض سرایت پذیر ہے لیکن دواخانہ خدمت خلق قادیان کی تیار کردہ مندرجہ بالا ادویات سے یہ شک رفع ہو گیا ہے۔ دواخانہ خدمت خلق نے ضعف بصارت۔ آشوب چشم۔ دھند جالا اور دیگر امراض چشم کے مریضوں کیلئے یہ ادویات تیار کر کے میرے نزدیک صحیح اور حقیقی معنوں میں خدمت خلق کی ہے۔ اور آنکھوں کی بیماریوں کو رفع کرنے میں ہم طبیبوں کیلئے مشعل ہدایت پیش کی ہے۔

ملنے کا پتہ:- منیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان (پنجاب)

تاجر صاحبان!

V وی وکٹری یعنی فتح کا نشان ہے،

W ڈبلیو ویگنوں یعنی مال گاڑی کے چھکڑوں کا نشان ہے

اگر آپ تیزی کے ساتھ فتح کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ تو مال گاڑی کے چھکڑوں سے ذرا جلدی اپنا مال چھڑا لیا کریں۔
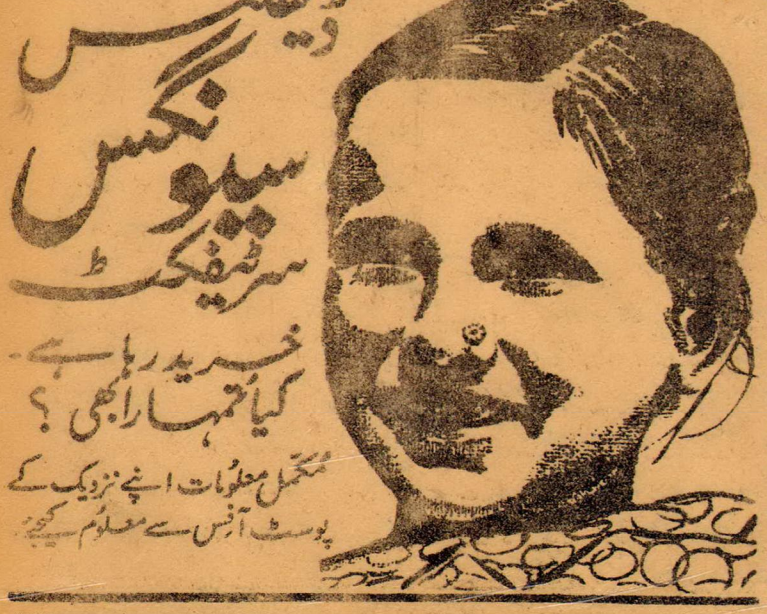
نارتھ ویسٹرن ریلوے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

انقرہ ۱۹ اگست ترکش ریڈیو کا بیان ہے۔ کہ جرمنوں نے فرانس میں ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کی جو تجویز کی تھی۔ وہ آج پوری ہوگئی۔ تمام اعلیٰ افسروں نے مارشل پیٹان کے سامنے حلف وفاداری لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مارشل پیٹان برلن جارہے ہیں۔ ہٹلر نے بلایا ہے۔

واشنگٹن ۱۹ اگست امریکن ایوان نمائندگان کی فوجی کمیٹی کے چیف آف دی جنرل سٹاف نے ایک بیان میں کہا۔ کہ میرے پاس جو اطلاعات اور اعداد و شمار ہیں۔ ان کی بناء پر میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ روس میں وولگا تک پہنچ کر نازی سپین اور پرتگال کے رستے شمالی افریقہ کی بندرگاہوں میں داخل ہوں گے۔ اور غالباً مشرق قریب میں جنگ شروع کردیں گے۔ ایڈمرل ڈارلان کو نئے اختیارات دیئے جانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ وشی گورنمنٹ ڈاکر جرمنوں کے حوالہ کردے گی۔

شملہ ۱۹ اگست ملک معظم نے حضور نظام آف حیدرآباد کو آنریری جنرل۔ مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کو لفٹننٹ جنرل۔ نواب صاحب بہاولپور کو لفٹننٹ کرنل اور راجہ صاحب فرید کوٹ کو کپتان کے آنریری اعزاز عطا فرمائے ہیں۔ مہاراجہ الور۔ مہاراجہ نابھہ اور مہاراجہ دھر کو اعزازی لفٹننٹ بنایا گیا ہے۔

بنوں ۱۹ اگست معلوم ہوا ہے کہ کافی عرصہ کی خلوت گزینی کے بعد فقیر ایپی پھر باہر آئے ہیں۔ اور انگریزی سرحد کے قریب ڈال دیئے ہیں۔ درہ خیبل کے قریب داری خیل کو آپ ہیڈ کوارٹر بنانا چاہتے ہیں۔ ان کے کیمپ میں ریڈیو سٹ نصب ہے۔ اور براڈکاسٹ شدہ مختلف چیزوں کے اقتباس ان کو سنائے جاتے ہیں

لائل پور ۱۹ اگست گندم وڑہ ۱۵/۶/- عـ۹۱ ۵-/۶-/۴ گوجرں میں علی الترتیب۔ /۱۳/- ۱۳ اور ۹/۱۳/۳ تورہ یہ ۴/۱۲/- اور تیل تورہ یہ ۷/-/- ہے۔ امرتسر میں سونا ۲/- ۳۴ چاندی ۴/- ۶۳ اور پونڈ ۲۸/۶/- ہے۔

لنڈن ۲۰ اگست کینیڈا کے وزیراعظم آج یہاں پہنچ گئے۔ مسٹر چرچل اور مسٹر روز ویلٹ کی ملاقات کے معاً بعد ان کے یہاں پہنچنے کو بہت اہمیت دی جارہی ہے۔ اب تک نوآبادیات کے تین وزیراعظم یہاں آچکے ہیں۔

واشنگٹن ۲۰ اگست لارڈ ہیلی فیکس نے ایک بیان میں کہا۔ کہ میں تین چار ہفتوں کے لئے انگلستان جارہا ہوں۔ تا مسٹر چرچل اور کیبنٹ کے دوسرے ممبروں سے بات چیت کرسکوں۔

لنڈن ۲۰ اگست تیسرے پہر کے روسی اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ سارے مورچہ پر گھمسان کی لڑائی ہورہی ہے نووگریڈ کے علاقہ میں جو لینن گراڈ سے سو میل مغرب کو ہے۔ خاص زور ہے۔ جنوب کی طرف روسی جنرل بڈیانی اپنی فوجوں کو دریائے نیپر کے اس پار کامیابی سے نکال لے گئے ہیں۔ جرمنوں نے مان لیا ہے۔ کہ روسی اپنے پیچھے جلتے ہوئے کھیت خالی دکانیں اور ٹوٹے پھوٹے ٹریکٹر چھوڑ گئے ہیں۔

لنڈن ۲۰ اگست برطانوی ہوائی جہازوں نے شمال مغربی جرمنی پر زناٹے کے حملے کئے۔ کیل کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ مقبوضہ جرمنی کے ہوائی اڈوں پر بھی حملے گئے۔ برطانیہ پر جرمن جہازوں کا حملہ معمولی تھا۔ جنوب مشرقی کنارے پر کچھ بم گرائے گئے۔ جن سے کچھ نقصان ہوا۔

لنڈن ۲۰ اگست آسٹریلیا کے وزیراعظم نے فیڈرل پارلیمنٹ میں بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ سنگاپور اور ملایا آسٹریلیا کی حفاظت کی اہم چوکیاں ہیں ہم ان کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کریں گے۔ جاپان کا یہ کہنا کہ اسے گھیرے میں لینے کی کوشش ہورہی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ اسی کی کارروائیوں سے مشرقی ایشیاء میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ اور اسے دور کرنا بھی اس کا فرض ہے اپنے انگلستان جانے کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مشرقی ایشیاء کے لئے ایسی نازک حالت کے وقت وہاں آسٹریلیا کا نمائندہ ہونا ضروری ہے۔

لنڈن ۲۰ اگست سان فرانسسکو کے جاپانی قونصل جنرل نے ایک بیان میں کہا۔ کہ ۲½ سو سے زیادہ جاپانی واپس جانے کے لئے جہاز ملنے کے منتظر ہیں۔ امریکہ میں ان کی پونجی کی ضبطی نے ان کی کاروباری حالت کو تباہ کردیا ہے۔

کلکتہ ۲۰ اگست بنگال کے وزیراعظم مسٹر فضل الحق نے آج ایک تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے نیشنل ڈیفنس کونسل کا ممبر بننا کیوں منظور کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں صوبہ کے وزیراعظم کی حیثیت سے ممبر بنایا گیا ہوں۔ کسی پارٹی کی طرف سے نہیں بنا۔ جلسہ میں مسٹر جناح اور مسٹر فضل الحق پر اعتماد کا اظہار کیا گیا اور مسٹر فضل الحق سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ بمبئی جاکر مسٹر جناح اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبروں سے اس امر پر گفتگو کریں۔

کولمبو ۲۰ اگست کولمبو میں ایک ڈنر کے موقع پر لنکا کے ہوم ممبر نے ہندوستان اور لنکا کے تعلقات کا دوستانہ رنگ میں ذکر کیا اور کہا کہ لنکا نے جو بھی سیاسی ترقی کی ہے اس کی وجہ وہ باتیں ہیں جو اس نے ہندوستان سے سیکھیں۔ کولمبو کے میئر نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ دن دور نہیں جب لنکا میں ان ہندوستانی مزدوروں کی یادگار قائم کی جائے گی جنہوں نے لنکا کی ترقی میں حصہ لیا۔

لکھنؤ ۲۰ اگست اگلے بدھ کو لکھنؤ میں مسٹر کے ایم منشی کی صدارت میں "اکھنڈ ہندوستان" کا جلسہ ہوگا۔ ڈیڑھ سو لیڈروں کو شمولیت کی دعوت دی گئی ہے۔

بمبئی ۲۰ اگست گورنر بمبئی نے اپیل کی تھی کہ انہیں ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے بیس ہزار اور والنٹیروں کی ضرورت ہے۔ بمبئی کے لوگ اس تحریک کے جواب میں بڑی سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ بھرتی کے لئے ۲۲ سنٹر کھل گئے ہیں اور سینکڑوں لوگ درخواستیں دے رہے ہیں۔

بمبئی ۲۰ اگست ہوائی وزارت کو بمبئی کی طرف سے ۲۵ ہزار پونڈ بھیجے گئے ہیں۔ اب تک بمبئی جنگی ضروریات کے لئے ایک لاکھ ۵ ہزار پونڈ ہوائی وزارت کو بھیج چکا ہے۔

شملہ ۲۰ اگست سپلائی ممبر سر ہومی مودی بمبئی سے آج شملہ پہنچ گئے خیال کیا جاتا ہے کہ اگلے مہینہ کے شروع میں وہ پھر بمبئی جائیں گے۔

شملہ ۲۰ اگست ہندوستان لڑائی کی ضرورتیں پورا کرنے کے لئے کافی سامان تیار کررہا ہے۔ اب یہاں دوربینیں بننی بھی شروع ہوگئی ہیں۔

شملہ ۲۰ اگست ہندوستان کو ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ گز سوتی کپڑے کا آرڈر ملا ہے۔ آرڈر دینے والے ممالک میں آسٹریلیا۔ مشرق وسطیٰ۔ نیوزی لینڈ۔ برما اور لنکا بھی شامل ہیں۔

لنڈن ۲۰ اگست جرمنوں کے اس دعوے کا جھوٹ سچ ابھی معلوم نہیں ہوا کہ مغربی یوکرائن پر ان کا قبضہ ہوچکا ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ روسی اوڈیسہ کی حفاظت کرسکیں گے یا نہیں۔ مشرقی مورچہ پر جرمنوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ موسم خراب ہے۔ سڑکیں ناکارہ ہیں۔ پھر روسی جس قدر نقصان پہنچا رہے ہیں وہ مزید برآں ہے۔

لنڈن ۲۰ اگست آج جرمنی پر حملہ کے بعد صرف دو انگریزی جہاز واپس نہیں آسکے۔ دن کے وقت دشمن کے تیرہ جہاز برباد کردیئے گئے۔

لنڈن ۲۰ اگست اتوار اور سوموار کی رات کو ۵۸ جرمن ہوائی جہاز گرائے گئے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی